نمبر ۱۲۰ | مورخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۵ اپریل کچھ حرارت ہو گئی۔ حضور کو پیچش کی تکلیف بھی بدستور ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کو بخار اور سر درد کی تکلیف رہی۔ گو اب افاقہ ہے۔ گر ضعف بہت ہے۔ آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول سالانہ امتحانات کے بعد ۵ اپریل سے کھل گیا ہے۔ مدرسہ احمدیہ بعد از امتحانات سالانہ ۱۱ اپریل کو کھلے گا۔ احباب اپنے بچوں کو ان دونوں مدرسوں میں داخل کرنے کے لئے جلد بھیج دیں۔ تا وہ پڑھائی میں شروع سے شریک ہو سکیں۔

قادیان کے مشرق کی طرف نئی آبادی کی بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے رکھ دی

ایک سکیم کے ماتحت جس کے متعلق "الفضل" میں کئی ایک اعلانات شائع ہو چکے ہیں۔ قادیان کی پرانی آبادی کے مشرق کی طرف مکانات کے لئے جو قطعہ زمین تجویز ہوا ہے۔ ۴ اپریل بروز دوشنبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس میں اپنے مکان کے احاطہ کے کنوئیں میں چک رکھنے کے موقعہ پر دعا فرمائی۔ بہت سے اصحاب اس موقعہ پر موجود تھے۔ دعا کے بعد حاضرین میں حضور کی طرف سے شیرینی تقسیم کی گئی۔

فی الحال اس قطعہ کا رقبہ ۵۰ گھماؤں ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے مکان کے لئے دو کنال زمین تجویز کی گئی ہے۔ اور زیادہ جس قدر کوئی حصہ دار اپنے لئے ضروری سمجھے۔ بڑی سڑک ساٹھ فٹ چوڑائی کی اور اس سے کم ۳۰ - اور ۴۰ - فٹ کی سڑکیں ہونگی۔ کوئی چھوٹے سے چھوٹا رستہ بھی ۱۵ فٹ سے کم کا نہ ہوگا۔ تمام قطعہ کے پلاٹوں کا نقشہ تیار ہو گیا ہے۔ جو امید ہے۔ بہت جلد چھپ کر حصہ دار اصحاب کو بھیج دیا جائیگا۔

اس سکیم میں شرکت کے لئے ایک حصہ کی قیمت ۲۵ روپے ماہوار ہے۔ اور خرید حصص کے لئے ابھی موقعہ ہے۔ جو اصحاب اس سکیم میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ شرکت کے لئے مزید معلومات حاصل کرنے کی خاطر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے جلد خط و کتابت کریں۔

ریاست جموں و کشمیر کے حالات

کہ مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ لیکن لطف یہ ہے کہ باوجود اس کے مسلمانوں کو مجبور کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ گورنر کے عدل و انصاف اور غیر جانبدارانہ رویہ کے اعتراف میں قرار دادیں منظور کریں کہ بعض مسلمان کسی ایسی حرکت کو بادل ناخواستہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس لئے وہ اسلامی دنیا کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی اس قسم کی تحریر اخبارات میں آئے۔ تو اس کی حقیقت اس سے زیادہ نہ ہوگی۔ کہ وہ بھی جبر و تشدد کا نتیجہ ہوگی

عجیب و غریب انصاف

ریاست جموں و کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ کس قسم کا عدل و انصاف روا رکھا جا رہا ہے۔ اس کی تازہ مثال بھمبر سے موصول ہوئی ہے۔ بحکم ملٹری کے دو ڈوگرے ایک مسلمان مسمی پیر بخش ساکن موضع چھینکا کے دو بکرے زبردستی چھین کر لے گئے۔ جنہیں کیمپ میں لے جاتے ہوئے بہت سے لوگوں نے دیکھا۔ پیر بخش مذکور نے دادرسی کے لئے منصف صاحب بھمبر کی عدالت میں درخواست دی۔ تو وہ تحقیقات کے لئے ملٹری کے کیمپ میں گئے۔ ظاہر ہے۔ کہ ڈوگرہ سپاہی ان بکروں کو اپنے پاس بحفاظت رکھنے کیلئے نہیں لائے تھے۔ بلکہ ان کا مقصد انہیں کھانا تھا۔ تحقیقات کا طریق تو یہ تھا۔ کہ گواہیاں لے کر معلوم کیا جاتا۔ کہ بکرے زبردستی وہاں لائے گئے ہیں یا نہیں۔ لیکن اس صحیح طریق کو چھوڑ کر منصف صاحب کو نے کیمپ میں بکروں کی عدم موجودگی کو عدم ارتکاب جرم کا کافی ثبوت سمجھ لیا۔ اور غریب مستغیث کی اس طرح دادرسی کی گئی۔ کہ سپیشل مجسٹریٹ نے اسے تین ماہ قید سخت اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دے دی۔ اگر کوئی غیر جانب دار حاکم تحقیقات کرے تو بکرے جبراً لانے کے کئی گواہ اب بھی پیش کئے جا سکتے ہیں (نامہ نگار)

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

اے کہ وہ ہستی ہے جس کی زینتِ انسانیت — اے کہ جس کی زندگی ہے جلوۂ روحانیت

اے اولوالعزمی سراپا، استیدوالاتبار — صاحبِ فضلِ عمرؓ اے حاملِ عز و وقار

اے سیاستدانِ یکتا۔ اے خطیبِ بے مثال۔ — اے امام الاولیاء۔ اے صاحبِ فضل و کمال

تیری تحریریں ہیں انساں کے لئے آبِ حیات — تیری تقریریں ہیں ایماں کے لئے وجہِ ثبات

وہ تری کوثر چکانی۔ وہ ترا زورِ بیاں۔ — وہ ترے عرفاں کا دریا۔ یا کہ بحرِ بیکراں،

تیری ہستی زندگی ہے۔ اہل ایماں کے لئے، — تو سراپا ہے بشارت نوعِ انساں کے لئے،

ہے حیات انگیز تیرا ہر نفس فضلِ عمرؓ — تیری ہر ہر بات سے ہے زندگی پائندہ تر

اے کہ تو الفت سراپا ہمدموں کیواسطے — تو ہے اک عفوِ مجسم دشمنوں کے واسطے،

تیری پاکی پر تو قرباں عصمتِ صد حور ہے — تیرے جلووں سے تو یہ ظلمت کدہ پُر نور ہے۔

تیرے دم سے آج ہے عالم کا مرجع قادیاں — تزکیہ پاتا ہے ہر دم نفسِ امّارہ جہاں

کس قدر جوشِ عمل بیدار ہوتا ہے وہاں — کتنے فتنوں سے بچاتا ہے ہمیں دارالاماں

کس قدر بالیدگی ہوتی ہے واں ایمان کو، — تیرے ہونے سے اجل آتی ہے واں شیطان کو،

اُس زمینِ پاک پر ہر دم ملائک پرفشاں، — بارشِ انوار برساتا ہے واں پر آسماں

اے کہ تیری زندگی ہے۔ مشعلِ راہِ ھُدیٰ — تو ہے اس ظلمتکدہ میں مطلعِ نور و ضیا،

آہ اتنا درد تجھکو ہے ہمارا اے امام — جس سے تو بیتاب رہتا ہے ہمیشہ صبح و شام،

یہ ترے غمہائے ملت یہ تری سرشاریاں — یہ تری بے تابیاں۔ بیداریاں۔ قربانیاں،

مرحبا فاروقِ دوراں۔ مرحبا ابن المسیحؑ — مرحبا سالارِ ملت تو ہے اک آیت صریح،

رحمتیں نازل ہوں تجھ پر اُس خدائے پاک کی — اور نظر ہر دم رہے تجھ پر شہِ لولاکؐ کی،

کر دعا اختر کی خاطر۔ حاملِ ایمان ہو — عبدِ ربّ العالمین اور خادمِ قرآن ہو

خاکسار سید اختر احمد۔ اختر اورینوی

گورنر کرتار سنگھ کی چالبازیاں

علاقہ کشمیر سے آنے والی اطلاعات میں گورنر کرتار سنگھ کی دراز دستیوں اور تعدیوں کا بے حد رونا رویا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ گورنر کے تشدد سے مسلمان سخت سہمے ہوئے ہیں۔ اور اس کے حکم سے سرتابی کی صورت میں مزید ستم آرائیوں کا احتمال ہے۔ اس لئے ممکن ہے

مسلم نمائندہ بارہمولا پر تشدد

مسلمانان علاقہ بارہ مولا کے نمائندہ قاضی عبدالغنی شاہ صاحب کو گورنر کرتار سنگھ کے حکم کے مطابق گرفتار کر کے پنڈت بہ کاک وزیر وزارت نے ایک سال قید سخت اور چار سو روپیہ جرمانہ کی سزا دیدی ہے۔ اس کے علاوہ ان پر بلوہ کا ایک اور مقدمہ بھی چلایا جا رہا ہے۔ جس کا جلد فیصلہ ہونے والا ہے۔ دیکھئے اس میں کیا سزا ہوتی ہے۔ چار سو روپیہ جرمانہ کی وصول کے لئے ایک ہی دن میں تحصیلدار نے ان کی تمام جائداد جو قریباً ساڑھے تین ہزار روپیہ مالیت کی ہے۔ قاضی صاحب کے ایک دیرینہ دشمن کے ہاتھ نیلام کر دی۔ حالانکہ اس میں تین بھائی حصہ دار ہیں اب دیگر حصہ داروں نے عذر داری کی درخواست دی ہوئی ہے۔ مگر انہیں کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ قاضی صاحب موصوف کی بیوی۔ ایک لڑکا اور تین لڑکیاں سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اور نہایت بے کسی کی حالت میں انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے امداد کی درخواست کی ہے +

مسلمانوں کے ہتھیار ہندوؤں کے قبضہ میں

علاقہ راجوری کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ جدید ایکٹ اسلحہ کے ماتحت مسلمانوں سے ہتھیار لئے جا رہے ہیں۔ اور اعلان عام کر دیا گیا ہے۔ کہ جس کسی کے پاس ہتھیار پایا جائیگا۔ اسے ۶ ماہ قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوگی لیکن اس کا اطلاق صرف مسلمانوں پر ہے۔ منشاء صرف یہ کہ ہتھیار جمع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ اپریل ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

سیاسیات ہند میں حکومت برطانیہ کی ایک غلطی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ناصحانہ مشورہ

(از جناب مولوی اللہ دتا صاحب مبلغ شام)

ہندوستان ایسے وسیع ملک اور کثیر التعداد آبادی والے خطہ پر کسی بیرونی طاقت کا حکومت کرنا آسان امر نہیں ہے خصوصاً موجودہ دور میں جبکہ حکومت کی بنیاد لوہے اور آگ پر نہیں۔ بلکہ عدل۔ انصاف اور حکمت و دانائی پر مبنی ہونی چاہیئے۔ راعی و رعایا میں خوشگوار تعلقات کا نقطۂ مرکزی باعزت اور غیر مبہم تصفیہ ہے۔ ڈکہ گول مول پالیسی اور خیالی وعدے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان کی سرزمین قلق و اضطراب کی آماجگاہ اور بدامنی اور بے چینی کا گہوارہ بن رہی ہے۔ رعایا موجودہ حالت سے مطمئن نہیں۔ اور حکومت پریشان ہے کہ کیا کرے۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ سب کچھ غلط پالیسی کا نتیجہ ہے جس نے ہندوستان کے امن کو برباد کر رکھا ہے۔

میں اس وقت حکومت ہند کی غلط پالیسی کے اس پہلو کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ جو ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق سے متعلق ہے برطانوی ہند پر قبضہ پاتے ہی حکومت کے کارندوں نے اس قبضہ کو مستقل اور ہندوستان کو ابدی میراث بنانے کا جو طریق خیال کیا۔ وُہ اسلامی طاقت کو پامال کرنے اور مسلمانوں کو گرانے کا خیال تھا۔ مسلمانوں کا ہندوستان پر قریباً ہزار سالہ دَورِ حکومت مدبرین برطانیہ کو خوفناک اژدہا نظر آتا تھا۔ اور اسی وہم باطل کے زیر اثر انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے حقوق سے اغماض کیا۔ اور اس مشئوم مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے حکومت کے اعضاء نے برادران وطن کو جائز و ناجائز طور پر مراعات سے مستفید کیا۔ ہر موقعہ پر انہیں مسلمانوں پر ترجیح دی۔ حتیٰ کہ حکومت کے تمام اداروں پر ہندوؤں کا قبضہ ہو گیا جو اپنے دیرینہ بغض اور سلاطین اسلام کے فرضی مظالم کی بنا پر پہلے ہی مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے حکومت کے کارکنوں کا رویہ۔ ہندوؤں کا جذبۂ انتقام اور بعض پرکار آتش ہندو مذہبی لیڈروں کی شر ربادی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ہندوستانی سیاست میں ایک عضوِ بیکار بن کر رہ گئے۔ اور ان کی علیحدہ ہستی کا ہی انکار کر دیا گیا۔

ہندوستانی مسلمانوں کے تاریک مستقبل اور حکومت کی اس غلط پالیسی کے نتیجہ کو بعض سیاسی رہنماؤں اور مذہبی مصلحین نے بہت عرصہ پیشتر بھانپ لیا تھا۔ اور انہوں نے بروقت حکومت اور قوم کو اُن آنے والے دنوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور تھی۔ انہوں نے تو اس آواز کو روکنا ہی تھا۔ مگر افسوس کہ مسلم قوم بھی بروقت بیدار نہ ہوئی۔ قوم کا ایک حصہ تو ابھی تک پرانے خمار کے ماتحت اپنی قوت بازو کے بھروسہ پر بیٹھا تھا۔ جو خیال کرتا تھا۔ کہ ہندوؤں کی ہستی ہی کیا ہے۔ ہم جب چاہیں گے۔ انہیں مسل دیں گے اور پھر از سر نو ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم کر لیں گے۔ ان لوگوں نے بھی ان ہی کی آواز کو کمزوری اور بزدلی سے تعبیر کیا۔ اور دُوسرا گروہ جسے مغرب کی جلوہ ریزیاں اور برادران وطن کی ظاہر داریاں گھائل کر چکی تھیں۔ اُس نے اس مطالبہ کو قومیتِ متحدہ اور وطنیت کے منافی بلکہ حکومت برطانیہ سے بغاوت کی ابتدا پر محمول کیا۔ اور حکومت کے کارندوں نے جو مسلمانوں کی ہستی کو اپنی مستعمرانہ آرزوؤں کے راستہ میں سدِ سکندری سمجھتے تھے۔ اس ناصحانہ مشورہ پر عمل کرنے کی بجائے مخالفانہ طریق اختیار کر لیا۔ یعنی مسلمانوں کو اور زیادہ دبانا شروع کر دیا۔

آج سے قریباً چالیس برس پیشتر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں ملکہ معظمہ وکٹوریہ کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ وہاں مسلمانوں کے حقوق کے متعلق بھی مندرجہ ذیل الفاظ میں نہایت ناصحانہ مشورہ تحریر فرمایا۔ حضور علیہ السلام کے عربی الفاظ یہ ہیں جن کا ترجمہ انگریزی ملکہ معظمہ کو پہنچا دیا گیا تھا۔

" وفی آخر کلامی انصح لک یا قیصرۃ خالصاً للّٰہ وھو ان المسلمین عضدک الخاص ولھم فی ملکک خصوصیۃ تفھمینھا فانظری الی المسلمین بنظر خاص واقرّی اعینھم والفی بین قلوبھم واجعلی اکثرھم من الذین یقربون۔ التفضیل التفضیل والتخصیص التخصیص۔ وفی ھذہ برکات ومصالح۔ ارضیھم فانک ورثت ارضھم ودیارھم فانک نزلت بدارھم واٰتاک اللّٰہ ملکھم الذی امر وانیہ قریباً من الف سنۃ مما تعدون فاشکری ربک وتصدقی علیھم فان اللّٰہ یحب الذین یتصدقون الملک للّٰہ یؤتیہ من یشاء وینزع ممن یشاء ویطیل ایام الذین یشکرون۔ .... وظنی انک قد قلت لنائبیک فی الھند ان یفضلوا شرفاء المسلمین علٰی غیرھم وینظروا الیھم باعزازھم ویقربوھم بخصوصیۃ ولکن النائبین سووا الاھمال وما راعوا مصلحۃ اعزاز المسلمین حق رعایتھا الخ " (التبلیغ ۴۵-۴۶) یعنی بالآخر اے قیصرۂ ہند میں نہایت خلوص سے ایک نصیحت کرتا ہوں۔ اور وُہ یہ کہ مسلمان تیرے مددگار ہیں۔ اور انہیں تیری حکومت ہندوستان میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ جسے تو خوب سمجھتی ہے۔ پس تو مسلمانوں پر خاص نظر کر۔ اور انہیں آرام پہونچا۔ ان میں اتحاد پیدا کر۔ ان میں سے بہتوں کو اداراتِ حکومت میں حصہ دے ان کی فضیلت اور خصوصیت کو ملحوظ رکھ۔ اس میں بہت برکتیں اور مصلحتیں ہیں۔ تو ان کی زمین پر حاکم ہوئی ہے۔ اس لئے ان کو پورے حقوق دے اور ان سے مدارات سے پیش آ۔ سرزمین ہند میں انہوں نے قریباً ہزار سال حکومت کی ہے۔ اس لئے ان پر مہربانی فرما۔ اور ان کی حیثیت کا لحاظ رکھ۔ اللہ تعالےٰ جس سے چاہتا ہے۔ حکومت چھین لیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ بادشاہ بنا دیتا ہے۔ ہاں وُہ شکر گزار فرمانرواؤں کے دن کو زیادہ کرتا ہے۔ میرا گمان غالب ہے۔ کہ تو نے اپنے ہندوستان میں نائبوں کو یہ کہا ہے۔ کہ وُہ مسلمانوں کے شرفاء کو دوسروں پر ترجیح دیں اور انہیں نظرِ خاص سے دیکھیں۔ مگر ہندوستان کے حاکموں نے اس امر کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں کے اعزاز کی مصلحت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا؛

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا الفاظ میں جہاں مسلمانوں کے حقوق کا پر زور مطالبہ کیا گیا ہے۔ وہاں حکومت برطانیہ کے لئے بھی بہترین مشورہ ہے۔ سیاسیات ہند میں انگریزوں کی یہ بہت بڑی غلطی تھی۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو دبایا۔ اور ہندوؤں کو ابھارا۔ حالانکہ مسلمان بادشاہوں کی تاریخ ان کے سامنے تھی۔ کہ وُہ کس طرح اس قوم کو پالتے رہے۔ مگر یہ لوگ ہمیشہ مارِ آستین

ثابت ہوئے۔ اور کس طرح اسلامی سلطنت کو جس کی بنیاد بہت زیادہ جمہوریت پر مبنی تھی۔ برباد کرنے کے منصوبے کرتے رہے۔ مگر افسوس کہ ہندوستانی حکومت کی غیبنری اس حقیقت کو دیکھ سکی۔ اور اس خطرناک غلطی کا نتیجہ ظاہر ہے۔ برطانیہ اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے اور اب حالت یہ ہے۔ کہ بعض موقعہ پر وُہ مظلوم مسلمانوں کی تائید کرنا چاہتے ہیں۔ تا ان کی ہمدردی حاصل کر سکیں۔ جیسا کہ وزیر اعظم اور وزیر ہند کی تقاریر سے ظاہر ہے۔ مگر اب حالات حاضرہ کے ماتحت جرات نہیں کر سکتے۔ یہ اس دیرینہ پالیسی کا ایک بدترین نتیجہ ہے۔ ہمارے نزدیک کسی قوم کے حقوق غصب کرنا ناپاک ترین جرم ہے ہندوؤں کے حقوق اپنی جگہ ہیں۔ مگر مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق واضح فیصلہ نہ کرنا۔ اور انہیں ہندو قوم کے رحم پر چھوڑنا پہلی غلطی سے بھی بڑی غلطی ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وُہ اب بھی جلد سے جلد مسلمانوں کے مطالبات کو جو بالکل جائز اصول اور انصاف پر مبنی ہیں، منظور کرے۔ اور اس کے متعلق غیر مبہم الفاظ میں یقین دلائے ورنہ حالات موجودہ حکومت کے لئے بھی کسی اچھے مستقبل کی امید نہیں دلا رہے ؎

اسمبلی کے ہندو ممبروں کی حکومت کو دھمکی

آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اپنے حال کے اجلاس منعقدہ لاہور میں مسلمانان ہند کے مطالبات کے متعلق جو قرارداد پاس کی ہے اسے اسمبلی کے ہندو ممبروں نے اپنے ایک خاص جلسہ میں حکومت کے لئے دھمکی قرار دیتے ہوئے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے:۔

"مسلمانوں کے سامنے حکومت کا ہتھیار ڈال دینا اور ان کے مطالبات منظور کر لینا ہندوؤں کی رضامندی کے بغیر۔ ان کے حقوق کی پامالی کے مترادف ہوگا۔ اگر حکومت نے ایک شوریدہ اور جنونی فرقہ کے جو قوم پرستی اور حب الوطنی سے دست بردار ہو چکا ہے۔ ناممکن اور نامناسب مطالبات تسلیم کر لئے۔ تو قوم پرست اور آئینی ذہنیت رکھنے والے ہندو اور سکھ اس کی زبردست مخالفت کریں گے"

اول تو آل انڈیا مسلم کانفرنس نے کوئی دھمکی نہیں دی۔ بلکہ اپنے مطالبات پورے کرانے پر زور دیا ہے۔ لیکن اگر اسے دھمکی بھی فرض کر لیا جائے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ یہ دھمکی اس عملی کارروائی کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتی ہے۔ جو کانگرس موجودہ حکومت کو درہم برہم کرنے کے لئے کر رہی ہے۔ اور جس کے ساتھ اسمبلی کے ان ہندو اور سکھ ممبروں کی پوری پوری ہمدردی ہے۔ اور جس کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کے لئے ان کی طرف سے حکومت پر زور ڈالا جا رہا ہے ؎

علاوہ ازیں کیا ان ممبروں کا یہی اعلان حکومت کے لئے دھمکی نہیں جس میں انہوں نے مسلمانوں کے مطالبات پورے کئے جانے پر حکومت کی سخت مخالفت کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اگر قوم پرست ہندو اور سکھ مسلمانوں کے جائز مطالبات پورے کرنے کے خلاف حکومت کو سخت مخالفت کی دھمکی دے سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کا مطالبہ بھی پرزور طریق سے نہیں کر سکتے ؎

زمینداران پنجاب کے قرض کی تحقیقات

آخر مقروض زمینداران پنجاب کی حالتِ زار کی طرف بھی حکومت کو توجہ ہوئی۔ اور ریونیو ممبر حکومت پنجاب نے گزشتہ اجلاس کونسل میں ایک مجلس تحقیقات کے تقرر کا اعلان کیا۔ جو زمینداروں کے قرض میں کمی کرنے کی تدابیر پیش کرے گی۔ مسٹر کیلورٹ کو اس مجلس کا صدر تجویز کیا گیا ہے۔ جو زمینداران پنجاب کی حالت کے بہترین ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے معلومات بہت وسیع ہیں۔ امید ہے۔ کہ ان کی راہ نمائی میں کمیٹی خوش اسلوبی کے ساتھ کام کر سکے گی۔ اور بآسانی ایسے نتائج پر پہونچ جائے گی۔ جو زمینداروں کو قرض کے تباہ کر دینے والے بار سے بچا سکیں گے۔ اور انہیں اپنی حالت کو درست کرنے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بنا سکیں گے ؎

چونکہ زمینداروں کے ڈیڑھ ارب کے قریب قرض نے جس پر سالانہ بیس کروڑ کے قریب انہیں سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور آج کل کی کساد بازاری نے ان کی حالت نہایت ہی نازک بنا رکھی ہے اس لئے ضروری ہے۔ کہ حکومت کی مقرر کردہ کمیٹی فوراً اپنا کام شروع کر دے ؎

احمدیوں کا روپیہ

جماعت احمدیہ اپنے امام کی ہدایات اور ارشادات کے ماتحت جس کام کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس میں چونکہ جوش و اخلاص کے ساتھ خدمت گزاری اور فیض رسانی کے خیال سے منہمک ہوتی ہے اس لئے خدا تعالےٰ اسے غیر معمولی کامیابی بخشتا ہے۔ اور سمجھدار و عقلمند احباب شکر گزاری کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے باوجود مذہبی اختلاف کے جماعت احمدیہ کو اپنا حقیقی خیر خواہ اور ہمدرد قرار دیتے ہیں ؎

اس پر حاسد اور فتنہ پرداز لوگ جھٹ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے روپیہ دے کر ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا ہے یہ کہتے ہوئے وہ اس بات کو قطعاً بھول جاتے ہیں۔ یا ان کے ذہن میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی۔ کہ سچی ہمدردی اور خیر خواہی بھی دنیا میں کوئی چیز ہے۔ اس میں بے حد کشش ہے۔ اور یہی احمدیوں کی خدمات کے اعتراف کی طرف مصیبت زدہ لوگوں کو متوجہ کرتی ہے ؎

مسلمانان کشمیر نے جب کھلے طور پر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی قابل قدر خدمات اور امداد کا اعتراف کیا۔ تو اس وقت یہی کہا گیا۔ کہ احمدیوں نے روپیہ کے ذریعہ ان لوگوں کو خرید لیا ہے۔ اور اب جبکہ محض انسانی ہمدردی کی بناء پر اچھوت اقوام کی حمایت میں ہماری طرف سے آواز بلند کی جا رہی ہے۔ اور اچھوت اقوام کے سرکردہ لوگ اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ تو آریوں کی طرف سے ایک دام افتادہ شخص سے یہ کہلایا گیا ہے۔ کہ

"آدھرم منڈل ۲۷-۱۹۲۶ء میں قائم ہوا جب آئینی کمیشن کی تقرری کا اعلان کیا گیا تھا۔ سوامی شودرانند اس جماعت کے قائم کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ انہوں نے کمیٹیوں کو اطلاع دی۔ کہ روپیہ احمدیوں اور قادیانیوں کے پاس سے آتا ہے" (ملاپ ۲ اپریل)

اچھوت اقوام کے لئے آدھرم منڈل پنجاب جو مفید خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اور اسے جس قدر رسوخ حاصل ہے۔ وُہ ہندوؤں کو بھی معلوم ہے۔ اور اسی کو زائل کرنے کے لئے اس کا قیام احمدیوں کے روپیہ پر بتایا گیا ہے۔ لیکن اگر احمدیوں نے اچھوت اقوام کی بہتری اور ترقی کے لئے اتنا بڑا کام سرانجام دیا ہو۔ اور ایسا مفید منڈل تیار کرنے کے لئے روپیہ دیا ہو۔ تو اس میں حرج ہی کیا ہے اس سے یہی ثابت ہوگا۔ کہ احمدی دیگر ذرائع کے علاوہ مالی طور پر بھی اچھوت اقوام کو ترقی کرنے میں امداد دے رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمارے اپنے کام اتنے اخراجات چاہتے ہیں۔ کہ ان کا پورا کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ کجا یہ کہ ہر طرف ہم روپیہ کا سیلاب بہاتے پھریں ؎

اچھوتوں کا ہندوؤں سے علیحدگی کا مطالبہ

ہندوؤں نے بے حد کوشش کی۔ کہ اچھوت اقوام کے چند لوگوں کو جو اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے ہندوؤں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آگے کر کے یہ شور مچاتے پھریں۔ کہ اچھوت ہندو ہیں۔ اور وُہ ہندوؤں سے علیحدہ نیابت حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن فرنچائز کمیٹی کے اجلاس لاہور میں آدھرم منڈل کے وفد نے جو یادداشت پیش کی۔ اس میں اس بات پر خاص زور دیا گیا۔ کہ اچھوت ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ لہٰذا انہیں ان کی آبادی کی بناء پر جداگانہ نیابت دی جائے ؎

اس کے علاوہ اس دن اچھوتوں نے ہندوؤں سے علیحدگی کے اظہار کے لئے ہزارہا کی تعداد میں جمع ہو کر شاندار مظاہرہ بھی کیا۔ اور جلسہ منعقد کر کے اسی مطلب کی قراردادیں پاس کی گئیں اس طرح ہندوؤں کے تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ اور حکومت پر ظاہر کر دیا۔ کہ اچھوت قطعاً ہندوؤں کے ساتھ رہنے کے لئے اور ان کی خاطر اپنے حقوق قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مومن کی نگاہ سب طرف ہونی چاہیئے!

احباب جماعت پورے زور اور ہمت سے تبلیغ کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے سال کے شروع میں

دوستوں کو نصیحت

کی تھی۔ کہ آپس کے تنازعات مٹا کر آپس میں صلح اور محبت و الفت کی بنیاد قائم کریں۔ اور جن دوستوں نے کسی کا کوئی قصور کیا ہو یا زیادتی کی ہو۔ اور دوسرا غلط فہمی کی وجہ سے ناراض ہو گیا ہو۔ تو اس سے معافی مانگ لیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ہماری جماعت کے دوستوں کو اس نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں دیکھتا ہوں ہزاروں دوستوں نے ان ایام میں آپس میں صلح کی۔ اور اس طرح

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث

بن گئے ۔

جس طرح ایک دفتر کا آدمی یا ایک تاجر کم سے کم سال کے بعد اپنے حسابات صاف کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ہماری جماعت کے دوست بھی آپس کے حسابات صاف کر دیا کریں۔ تو بہت سے نقائص اور عیوب دور ہو سکتے ہیں ہم ہر سال بلکہ ہر ماہ اپنے قرضخواہوں کے قرض اتارنے کی فکر کرتے ہیں۔ اور جس شخص میں شرافت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کے اس پر جو حقوق ہیں۔ انہیں ادا کرے مگر تعجب ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا قرض

ادا کرنے کا کوئی دن مقرر نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ اگر سالانہ حساب بھی کیا جائے تو کئی ایسے قرضے ہو سکتے ہیں جنہیں ادا کرنے کی توفیق انسان کو مل سکتی ہیں۔ مثلاً یہی ایک قرض ہے۔ کہ لوگ آپس میں محبت سے رہیں اسے اتارنے کی توفیق پانا کوئی مشکل امر نہیں۔ بسا اوقات عارضی جوش میں دو دوست لڑ پڑتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب ہم میں صلح نہیں ہو سکتی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ کیفیت دور ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ پھر بھی وہ شرم کی وجہ سے صلح نہیں کرتے لیکن خواہش ضرور رکھتے ہیں۔ کہ کاش کوئی درمیان میں پڑ کر صلح کرا دے۔ بظاہر وہ لڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن

دل محبت کے جذبات سے لبریز

ہوتے ہیں۔ اور انہیں دنیا پر شکوہ ہوتا ہے کہ کیوں کوئی ہماری صلح نہیں کرا دیتا۔ پس اس قرض کی ادائیگی کوئی مشکل امر نہیں۔ بہت کم لوگ ہوں گے۔ جن کے دلوں میں بغض اور کینہ اس حد تک بھرا ہوا ہو۔ کہ وہ

خدا تعالیٰ کی خشیت

کو ترک کر کے اس کے ذکر پر بھی صلح پر آمادہ نہ ہوں لیکن چونکہ اس قرض کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ نتیجہ ہوتا رہتا ہے یہی کہ

دل پر زنگ

لگ جاتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندوں کے اور بھی بہت سے قرضے ہیں جو آسانی سے ادا کئے جا سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔

اسی سلسلہ میں دوستوں کو میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

مومن چوکس ہوتا ہے۔

اس کی نگاہ ایک ہی طرف نہیں۔ بلکہ چاروں طرف ہوتی ہے۔ مومن کو حکم ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات حاصل کرے۔ اور اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ

خدا تعالیٰ کی صفات

اسی رنگ میں انسان کے اندر پیدا نہیں ہو سکتیں جس طرح خدا تعالیٰ کی ہیں۔ لیکن تمام بزرگان دین اس بات پر متفق ہیں۔ کہ اصل اسلام تخلقوا باخلاق اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا۔ اور پھر اس پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ کہ لیس کمثلہ شئی خدا تعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں۔ پس ایک طرف تو یہ حکم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو۔ اور دوسری طرف یہ ارشاد ہے۔ کہ خدا جیسی کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ اور ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی غلط نہیں کیونکہ ایک تو

خدا تعالیٰ کا کلام

ہے۔ اور دوسرے میں خدا تعالیٰ کے کلام کے مشابہ باتیں ہیں۔ اور اس صداقت کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا ہے جب دونوں باتیں صحیح ہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ کوئی

درمیانی راہ

موجود ہے جس میں انسان خدا تعالیٰ کی مانند ہو بھی جاتے ہیں اور پھر نہیں بھی ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھتا ہے دائیں بائیں۔ آگے پیچھے۔ اوپر نیچے۔ ماضی حال مستقبل سب پر اس کی نظر ہے۔ لیکن ہم نہ تو بغیر آنکھوں کے دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ ہماری آنکھیں سب طرف دیکھ سکتی ہیں ہاں ایک اور قسم کی آنکھیں ہیں جن سے ہم بھی ہر طرف دیکھ سکتے ہیں۔ اور وہ

عقل کی آنکھیں

ہیں۔ ظاہری آنکھوں سے تو ہم تخلقوا باخلاق اللہ پر عمل نہیں کر سکتے۔ مگر باطنی سے کر سکتے اور چاروں طرف دیکھ سکتے ہیں پھر جب ہم کوئی کام خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔ اختیار کرتے ہیں۔ اور پھر اسی میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ تو گویا خدا جیسا ہونے سے خود انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرح ہماری نظر سب طرف نہیں ہوتی لیکن جب کوئی اچھا کام کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے بھی غافل نہیں ہوتے۔ یہ نہیں۔ کہ روزہ رکھا تو زکوٰۃ چھوڑ دیا یا زکوٰۃ ادا کی۔ تو حج نہ کیا۔ یا اگر حج کر گئے۔ تو زکوٰۃ ادا نہ کی۔ بلکہ

دین کے مکان کی چاروں دیواریں

بناتے ہیں۔ تو اس وقت ہم تخلقوا باخلاق اللہ پر عمل کرتے ہوئے چاروں طرف دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ پس میں جماعت کو جب ایک کام کی نصیحت کرتا ہوں۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ دوسرے کام چھوڑ دیئے جائیں۔ اس سال ہماری جماعت نے

ایک غلطی

ہو رہی ہے۔ اور وہ یہ کہ تبلیغ کی طرف اتنی توجہ نہیں۔ جتنی پچھلے سال تھی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ میں نے اس سال میں بعض اور امور کی طرف توجہ دلائی تھی۔ حالانکہ انہیں کرنے کے لئے کہنے سے میرا یہ مطلب ہرگز نہ تھا۔ کہ دوسرے چھوڑ دیئے جائیں۔ ہمیں تخلقوا باخلاق اللہ کا حکم ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ اور اللہ تعالےٰ جب ایک کام کرتا ہے۔ تو دوسری طرف بھی اس کی توجہ ہوتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ

تربیّت کا ایک اہم حصّہ

ہے۔ کہ ہم محبت سے رہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہوں۔ کہ مسئلہ کشمیر کے متعلق جو خطبات پڑھے ہیں۔ وہ بھی ضروری ہیں۔ مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں۔ کہ ہم اس

اہم چیز

کو چھوڑ دیں جس پر

دنیا کی ترقی اور نجات کا مدار

ہے اور وہ تبلیغ ہے۔

بہت سے لوگ غفلت اور نادانی کی وجہ سے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ تربیت تبلیغ سے زیادہ اہم ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ تربیت دراصل انسان کے اپنے نفس سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر تبلیغ میں دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی شخص سچائی کو قبول کریگا۔ تو اس کا زیادہ باعث دوسروں کی باتیں ہونگی۔ ایک نو مسلم سے دریافت کرو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اسے بہت سے لوگوں نے تبلیغ کی لیکن

تربیت کی خواہش

نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جس عمدگی سے ایک انسان اپنی تربیت خود کر سکتا ہے دوسرے نہیں کر سکتے۔ دوسرے صرف ایک ڈھانچہ تیار کرتے ہیں۔ ایک برتن مہیا کرتے ہیں۔ لیکن اس میں رکھنے کی چیز انسان کے اپنے اندر سے آتی ہے تربیت کے احساسات سالہا سال ... کے اندر موجود ہوتے ہیں پس تربیت کے لئے دوسروں کا یاد دلانا اتنا ضروری نہیں۔ جتنا تبلیغ کے لئے ضروری ہے تبلیغ یہ ہے کہ اسے یقین دلا دیا جائے۔ کہ دنیا میں ایک مذہب سچا ہے جو اسے نجات کی طرف لے جائیگا۔ اور جب وہ سچے مذہب میں داخل ہو جائے گا۔ تو

تربیّت کا احساس

خودبخود پیدا ہونے لگیگا۔

اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے۔ کہ تربیت تبلیغ سے زیادہ اہم ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ جو زیادہ قابل ہیں۔ ان کی تربیت پہلے ہونی چاہیئے پھر کمزور تو رہ گئے۔ پھر قابلوں میں سے زیادہ قابلیت رکھنے والوں کو پہلے لیا جائیگا۔ اور پھر ان میں سے بھی زیادہ موزون آدمی علیحدہ کئے جائیں گے۔ اور اس طرح ہوتے ہوتے ہم

ایک آدمی پر

آجائیں گے۔ اور اس کی بھی پوری طرح تربیت نہ کر سکیں گے آخر اسے بھی چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کش ہو جائیںگے کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ جو شخص ہماری نگاہ میں تربیت کے لئے بہترین ہو۔ وہ ناقص نکلے۔ اور جسے ہم ناقص قرار دیکر علیحدہ کریں۔ وہ فی الحقیقت زیادہ قابل ہو۔ لیکن جب ہم تبلیغ کرتے ہیں۔ تو گویا ایسے قلوب تیار کرتے ہیں جن میں تربیت کا احساس موجود ہے اور جتنے لوگ ہماری تبلیغ سے جماعت میں داخل ہوں گے۔ ان سب میں تربیت کا جذبہ موجود ہوگا۔

دوسرا امر

جو اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ ہے۔ کہ تربیت کبھی اکیلے نہیں ہو سکتی۔ انسان اپنے گردوپیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ اسے اعمال کا حصر ایمان پر ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں ملائکہ۔ کتب رسل اور حشر نشر پر ایمان لانے پر اکتفا نہیں دیا۔ اور بیان کر فرمایا ہے۔ کہ ان پر ایمان لاؤ۔ ورنہ نجات نہ پا سکو گے۔ ان باتوں پر ایمان لانے کا حکم دینے میں حکمت ہے۔ دراصل انسانی اعمال ایمان سے وابستہ ہیں۔ اور جب تک ایک انسان

ایمان میں کامل

نہ ہو۔ اس کے اعمال درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے تبلیغ تربیت سے مقدم ہے جب تک ہمارے ہمسایہ کے گھر میں طاعون ہے ہم کبھی مامون نہیں ہو سکتے۔ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ آؤ ہمسایہ کے گھر سے طاعون کو دور کریں۔ تاہمیں نہ لگے وہ تو بچ جائیگا۔ لیکن جو خود ہی دوائیاں وغیرہ استعمال کرنے پر زور دیتا ہے۔ اور ہمسایہ کے گھر سے اسے دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ

ہر وقت خطرہ میں

ہے۔ تربیت پہ بے شک زور دینا چاہیئے۔ مگر اتنا نہیں۔ کہ اسے تبلیغ سے زیادہ اہم قرار دیا جائے۔ اور جو ایسا کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے اس شخص کی۔ جو ہمسایہ کے گھر سے طاعون دور کرنے کی تو کوشش نہیں کرتا۔ مگر خود دوائیوں کے استعمال پر زور دیتا ہے۔

تبلیغ بذات خود

تربیت کا بہترین ذریعہ

ہے۔ اس سے اپنے نفس کی بھی تربیت ہوتی ہے۔ اور گناہ مٹتے ہیں اور اگر ہم تبلیغ کو بند کریں گے۔ تو گویا تربیت کے ذریع محدود کرینگے پس

تمام جماعتوں کو چاہیئے

کہ زیادہ زور اور ہمت سے تبلیغ شروع کریں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ جس کام کے کرنے کی نصیحت کی جائے۔ اسے شروع کرکے باقی چھوڑ دیئے جائیں۔ ہر امر کی طرف ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہیئے جس طرح آدمی گھر میں سب ضروریات کو دیکھتا ہے۔ بیوی کا خیال کرتے ہوئے ماں باپ کو فراموش نہیں کرتا۔ اور ماں باپ کی طرف متوجہ ہوکر بیوی بچوں کو نہیں چھوڑ دیتا۔ اسی طرح

دین کی ساری ضرورتیں

ہر وقت اس کے پیش نظر رہنی چاہئیں۔ جب جاکر اس کے ایمان کی تمام دیواریں مکمل ہونگی۔ پس گزشتہ تین ماہ میں تبلیغ میں جو سستی ہوئی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے باقی نو ماہ میں خوب زور دیکر تبلیغ کی اس کمی کو پورا کر دیں میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ سب فرائض کی طرف ایک وقت میں توجہ کرکے

تخلقوا باخلاق اللہ کے مصداق

بن سکیں ؛

خطبہ ثانی میں فرمایا۔ بعض آداب ہوتے ہیں کئی بار سمجھایا بھی جاتا ہے لیکن انسان بھول جاتا ہے۔ اور بعض نئے لوگ بھی آجاتے ہیں۔ اس لئے پھر بتاتا ہوں۔ کہ

خطبہ کا وقت

اس وقت تک ہے جب تک امام مصلیٰ کی طرف نہ جائے۔ اور اس وقت میں بولنا یا اشارہ کرنا بھی منع ہے۔ اشد ضرورت کے وقت یعنی دوسرا اگر شریعت کے کسی حکم کو توڑ رہا ہو۔ تو اسے اشارہ سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ مگر بولنے کی اس صورت میں بھی اجازت نہیں۔

دوسرے مسجد میں سوائے ذکر الٰہی یا دینی اور قومی امور کے متعلق گفتگو کے

ذاتی اور خانگی باتیں

نہ کرنی چاہئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ مذہبی قومی یا سیاسی باتیں تو کر لیتے تھے مگر ذاتی اور خانگی باتیں کرنا آپ کو سخت ناپسند تھا حتی کہ آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی مسجد میں سودا کرے۔ تو خدا اس میں برکت نہ دے۔ یا کسی کی کوئی چیز باہر گم ہو جائے۔ اور وہ مسجد میں آکر اعلان کرے۔ تو خدا اس میں برکت نہ دے۔ پس اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ مسجد میں ذاتی باتیں منع ہیں ؛

وظائف کے متعلق اعلان

جو طلباء آئندہ نئے تعلیمی وظائف حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں اگر ان کا پہلے سے صیغہ ہذا سے وظیفہ مقرر نہیں ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ دفتر ہذا سے فارم درخواست منگوا کر مقامی جماعت احمدیہ کی سفارش کرا کر بہت جلد دفتر میں بھجوا دیں۔ ۱۰ رمئی ۳۲ء تک درخواستیں آجانی چاہئیں۔ تا ان کے وظیفہ کے متعلق حسب گنجائش غور کیا جا سکے۔

درخواست دیتے وقت اس امر کو مدنظر رکھا جائے۔ کہ وظائف مدرسہ احمدیہ کی پانچویں اور ہائی سکول کی نویں کلاس کے بعد کالج تک کے طلباء کو دیئے جا سکتے ہیں۔ اس سے نیچے کی کلاس کے طلباء کے لئے وظائف نہیں مل سکیں گے ایسے طلباء کی درخواست نہ آنی چاہیئے۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

فضیلت اسلام

خدا کی محبت انسان سے

از روئے انجیل و قرآن

(۳)

اس سلسلہ مضمون کے گزشتہ نمبر میں یہ دکھایا گیا تھا کہ اسلام نے خداتعالیٰ کی اپنے بندوں سے طبعی محبت کی کیا علامات بتائی ہیں۔ اب یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام نے شرعی محبت کی کیا علامتیں قرار دی ہیں:۔

شرعی محبت کی علامات

(۱) خداتعالیٰ نے گناہ معاف کر دینے کا فرمایا۔ یاقومنا اجیبوا داعی اللہ وآمنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم (الاحقاف ۳۱) قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم (الزمر آیت ۵۳)

(۲) ایسے بندوں سے خداتعالیٰ محبت کرتا ہے ان پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا۔ فرمایا۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان وکفی بربک وکیلا۔ (بنی اسرائیل ۶۵)

(۳) خداتعالیٰ ان بندوں کی دعاؤں کو خاص طور پر سنتا ہے۔ فرمایا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرہ ۱۸۶)

(۴) انکی غلطیوں کے برے نتائج سے دنیا میں بھی انکو بچاتا ہے۔ اور انکی حاجات کو پورا کرتا ہے۔ فرمایا۔ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما (الاحزاب ۷۱)

(۵) انکو بذریعہ رویا صادقہ بشارات دی جاتی ہیں۔ فرمایا۔ لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ (یونس ۶۴) (۶) خداتعالیٰ ان سے بطور محبت وتسلی مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (حم السجدہ ۳۰) (۷) انکی زندگی پاکیزہ ہو جاتی ہے یعنی ان سے نیکی ہی نیکی صادر ہوتی ہے۔ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ (النحل ۹۷) (۸) الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (عنکبوت ۶۹) (۸) انکو علوم الٰہی کے معارف پر آگاہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا۔ لا یمسہ الا المطھرون (الواقعہ ۷۹) (۹) انکو اطمینان قلب عطا کیا جاتا ہے۔ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ (الفجر ۲۸) (۱۰) انکے دشمنوں پر علمی، اخلاقی اور روحانی غلبہ دیا جاتا ہے فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (مجادلہ ۲۱) لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ (الانفال ۴۲) (۱۱) دنیا میں بھی ان کو لازوال عزت دی جاتی ہے۔ فرمایا۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین (القصص ۵) (۱۲) ان کی معجزانہ طور پر تائید و نصرت کی جاتی ہے فرمایا۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (المومن ۵۱)

(۱۳) ان کے اعمال کا اجر کہ بلکہ بے حساب بدلہ دیا جاتا ہے۔ ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حساب (المومن ۴۰) من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا (الانعام ۱۶۱) (۱۴) ان کو کثرت سے علیم الشان امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے۔ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (الجن ۲۷) یہ موٹی موٹی علامات ہیں جو خدا کے محبوب بندوں میں علی حسب مراتب پائی جاتی ہیں۔ اور قرآن مجید میں بکثرت اور مختلف پیرایوں میں ان کا ذکر ہے تا انسان ان کو دیکھ کر خدا کی محبت پر مطمئن ہو سکے۔ مگر انجیل قرآن پاک کے اس بیان کا دسواں حصہ بھی پیش نہیں کر سکتی۔

خدا کن سے محبت کرتا ہے؟

قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ خداتعالیٰ کی طبعی محبت تو سب مخلوقات میں رحمٰن کا فرسے بے حساب کرتا ہے۔ واللہ یدعو الی دار السلام ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم (یونس ۲۵) کہ خداتعالیٰ سب انسانوں کو سلامتی اور امن کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ اور جو چاہتے ہیں انہیں سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا ہے کیونکہ یہ اس کی محبت کا تقاضا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ انہ ھو یبدیٔ ویعید وھو الغفور الودود (البروج ۱۳-۱۴) اسی نے پیدا کیا ہے۔ اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہ بہت بخشنے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے عربی لغت میں الودود کے معنی لکھے ہیں۔ الکثیر الحب (المنجد) الرحمٰن اللہ تعالیٰ کی طبعی محبت میں تو سب شریک ہیں لیکن شرعی محبت کن کے لئے ہے؟ اس کے متعلق بھی قرآن مجید نہایت تفصیل سے بتلاتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ محسنوں سے محبت کرتا ہے (البقرہ ۱۹۶) توبہ کرنیوالے اور پاکیزہ لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ (البقرہ ۲۲۳) انصاف کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے۔ (المائدہ ۴۳) نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے (آل عمران ۱۹۶) متقیوں سے پیار کرتا ہے (توبہ ۴) اور پھر ان سے محبت کرتا ہے جو اپنے مال اور اپنی جان سے اسکی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ (الصف ۴) اور اسکے بالمقابل حد سے تجاوز کرنیوالوں (بقرہ ۱۹۱) ناشکر گزار، ضدی اور اصرار سے گناہ کرنے والوں (بقرہ ۲۷۷) منکروں (آل عمران ۳۲) ظالموں (آل عمران ۵۷) خائن گنہگاروں (النساء ۱۰۷) مفسدوں (مائدہ ۶۴) اسراف کرنے والوں (اعراف ۳۱) سرکشوں (القصص ۷۶) اور تکبر و فخر کرنے والوں (لقمان ۱۸) سے پیار نہیں کرتا۔

قرآن مجید میں اس تفصیل کے دینے کا مقصد یہ ہے کہ تا انسان اپنے آپکو خدا کی شرعی محبت کا اہل ثابت کرے۔ انجیل میں یہ تفصیل کہاں؟

گناہ کی معافی اور انجیل و قرآن مجید

پادری صاحبان گناہوں کی معافی کے مسئلہ کو خدا کی محبت کے لئے بطور علمی ثبوت پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ انسان گنہگار تھا اور اس کو سزا کا ملنا ضروری تھا۔ لیکن خدا نے از راہ محبت اپنا اکلوتا بیٹا بھیجا تا وہ انسانوں کے گناہ اٹھائے اور ان کی جگہ خود سزا یاب ہو جائے قطع نظر اس سے کہ اس عقیدہ سے خدا کا رحم نہیں۔ بلکہ ظلم ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سزا دی۔ اور عدل کو بھی توڑا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس عقیدہ کے قائلین درحقیقت گناہ کی حقیقت پر غور نہیں کرتے۔ گناہ ایک قلبی کیفیت ہے۔ وہ ایک ایسا زنگ ہے۔ جو لوح قلب پر سیاہ داغ بن جاتا ہے۔ اور اندر سے پیدا ہوتا ہے اس کو کسی کی موت یا قتل سے کیا تعلق؟ اور دوسرا شخص اس کو کس طرح اٹھا سکتا ہے ہر گنہگار کو خود اپنی موت سے اس زنگ کو دھونا پڑتا ہے۔ اور وہ موت یہی توبہ ہے۔ عقل کہتی ہے کہ اگر گناہ انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے تو اس زہر کا تریاق بھی اسی کے اندر ہونا چاہیئے۔ اور یہی واقعہ بھی ہے پس کوئی کسی کا گناہ اٹھا ہی نہیں سکتا۔ لا تزر وازرۃ وزر اخری ہاں خداتعالیٰ بندہ کی سچی تبدیلی پر اس زنگ کو دور کر دیتا ہے۔ اور انسان کو سزا نہیں ملتی۔ گناہ کے بعد عدل اور رحم کے لحاظ سے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو گنہگار کو ضرور ہی سزا دی جائے یا پھر اس کو معاف کر دیا جائے عیسائیت بلا صلیبی موت معافی کی قائل نہیں۔ اور اسلام کہتا ہے کہ خدا مالک ہے۔ اس کا رحم اس کے غضب پر غالب ہے۔ اس لئے وہ گنہگار کو بغیر کسی خارجی معاوضہ یا کسی کی صلیبی موت کے ہی بخش دیتا ہے بشرطیکہ انسان پاک تبدیلی کرے۔ اور اس تبدیلی کے لئے بھی خدا نے بہت سے محرک پیدا کر رکھے ہیں۔ عیسائیت کہتی ہے۔ کہ "آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا۔ مگر جو کفر روح کے حق میں ہو۔ وہ معاف نہ کیا جائیگا۔" (متی ۱۲) اسلام کہتا ہے۔ "اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ خدا سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (الزمر ۵۳) اسی فرق کے ماتحت عیسائیت دوزخ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے بتلاتی ہے۔ مگر اسلام اسے ہسپتال یا تربیت گاہ کے طور پر گنہگاروں کا عارضی ٹھکانا قرار دیتا ہے۔ گویا از روئے اسلام بندہ کتنا بھی گنہگار ہو۔ رحمت الٰہی اس کی دستگیری فرماتی ہے اگر وہ دنیا میں اسکی طرف جھکتا ہے۔ تو ہر لحظہ اور ہر حالت میں اپنے آپکو رحمت خداوندی کی آغوش میں پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی سرکشی اور طغیانی پر ہی مصر رہے اور اپنی قلبی کیفیت کو نہ بدلنا چاہے۔ تو دوسرے جہان میں رحمت کے وسیع دامن میں آ جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل دوزخ ایک لمبے عرصہ تک دوزخ میں رہینگے (النبا ۲۳) اور وہ ان کے لئے بمنزلہ ماں کے ہوگی بلحاظ تربیت کے (القارعہ ۹) لیکن چونکہ میں نے بندوں پر رحمت کرنیکو فرض کر لیا ہے۔ (الانعام ۱۲) اور میری رحمت ہر چیز پر غالب ہے۔ حتی کہ

مراسلات

جناب ڈاکٹر فضل الدین صاحب مرحوم کے حالاتِ زندگی

والد مکرم جناب ڈاکٹر فضل الدین صاحب مرحوم بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۳۲ء بعد از نماز فجر اپنے وطن میں اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔

آپ ۱۸۷۸ء میں بمقام فتوح بہادر ضلع راولپنڈی پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب آپ کی پیدائش سے صرف دس دن قبل رحلت فرما چکے تھے۔ آپ کو ابتدائی تعلیم آپ کی والدہ صاحبہ نے دلائی۔ پرائمری میں آپ نے سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ وہاں سے ورنیکلر مڈل پاس کر کے لاہور کے وٹرنری کالج میں داخل ہو گئے۔ اتفاق سے آپ کے ہم جماعتوں میں مکرمی سید غلام حسین صاحب حال وٹرنری سپرنٹنڈنٹ محکمہ وٹرنری منٹگمری بھی تھے۔ جن کو اس وقت احمدی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ والد صاحب سناتے تھے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ امتحان میں مجھ سے بڑھ گئے تو میں سمجھ لونگا کہ واقعی احمدیت میں صداقت ہے۔ سو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سید صاحب موصوف نے نہ صرف آپ سے زیادہ نمبر لئے بلکہ جماعت میں بھی اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوئے۔ اس واقعہ سے والد صاحب کے دل میں احمدیت کا احترام پیدا ہو گیا۔

کالج سے فراغت پا کر آپ چکوال میں وٹرنری اسسٹنٹ لگائے گئے وہاں پر آپ نے سلسلہ کا لٹریچر دیکھنا شروع کیا۔ اور طبیعت احمدیت کی طرف راغب ہونے لگی۔ دوران قیام میں ایک مولوی نور احمد صاحب نے آپ کو تبلیغ سلسلہ شروع کی۔ انہی ایام میں بزمانہ حضرت خلیفہ اولؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ چکوال تشریف لے گئے وہاں پر مولوی کرم دین مشہور مخالف سلسلہ احمدیہ اور اس کے رفقاء نے حضور کو ایذا پہنچانے کی بے حد کوشش کی۔ والد صاحب گو اس وقت غیر احمدی تھے مگر آپ حضرت صاحب کی گاڑی کے ساتھ ساتھ رہے اور مخالفین کو اپنی شرارت میں کامیاب نہ ہونے دیا۔

تھوڑے عرصہ بعد یعنی فروری سنہ ۱۳۴۳ھ میں آپ نے بذریعہ خط بیعت کی۔ اور اسی میں آپ پہلی دفعہ قادیان تشریف لائے بیعت کے بعد تمام رشتہ داروں نے آپ کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ اور آپ کا مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ لیکن آپ نے ان باتوں کی مطلقاً پرواہ نہ کی۔ اور اپنے ایمان میں پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو احمدیت کی صداقت میں بیسیوں نشانات دکھلائے۔

جنگ عظیم کے شروع میں آپ بعہدہ جمعدار انگریزی افواج کے ہمراہ ایران تشریف لے گئے۔ خدا تعالیٰ نے وہاں پر آپ کو ہر قسم کی تکلیف اور دکھ سے محفوظ رکھا اور سلسلہ حقہ کی تبلیغ کا شاندار موقعہ دیا۔ جنگ کے اختتام پر جب آپ قادیان واپس تشریف لائے تو ایک عیسائی کو بھی حلقہ بگوش احمدیت کر کے ساتھ لائے۔

جنگ کے بعد آپ کو محکمہ سول میں منتقل کر دیا گیا۔ اور آپ مختلف مقامات پر رہ کر خوشاب تبدیل کر دئے گئے۔ جہاں پر آپ نے مقامی جماعت احمدیہ کا بہت سا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اس کو بہت شوق سے سرانجام دیتے رہے۔ ان ایام کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے آپ جلسہ سالانہ پر تشریف لائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حقہ چھوڑنے کی تلقین فرمائی۔ اور فرمایا کہ جو لوگ ۴۰ سال سے کم عمر کے ہیں۔ وہ ضرور حقہ نوشی ترک کر دیں۔ گو آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ تھی۔ تاہم آپ نے یک لخت حقہ ترک کر دیا۔ انہی دنوں میں وہاں طاعون کا بہت زور ہوا۔ تمام لوگ شہر سے بھاگ گئے اور روزانہ کئی موتیں ہونے لگیں۔ ایک ہندو کنبہ نے والد صاحب کے ہسپتال میں بدیں خیال پناہ لی۔ کہ یہ احمدی ہیں اور یہاں طاعون نہیں آئیگی۔ اور خدا وند تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھ کر اپنی قدرت نمائی کا نشان دکھایا۔ خوشاب سے آپ کی تبدیلی عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ہو گئی۔ وہاں پر بھی آپ نے تبلیغ احمدیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور ہر ملاقاتی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا پیغام پہنچاتے رہے۔ شہر کے رؤسا میں سے ایک نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ یہاں احمدیت کی تبلیغ نہ کیا کریں۔ ورنہ یہاں کے وحشی لوگ آپ کی تکا بوٹی کر دیں گے۔ لیکن والد صاحب نے کہا کہ یہاں کے باشندے مجھے مار ڈالیں گے تو اس سے بڑھ کر میری خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ میں خداوند تعالیٰ کے مسیح کے صدقے اپنی جان قربان کر کے شہیدوں میں نام لکھاؤں۔ غرض آپ نے اس دھمکی کو پر پشہ کے برابر بھی وقعت نہ دی۔ اور اپنے حلقہ تبلیغ کو اور زیادہ وسیع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ احمدیت کی طرف مائل ہو گئے۔ ایک رئیس فیض اللہ خان صاحب مرحوم نے خفیہ طور پر بیعت کی۔

آپ عیسیٰ خیل میں قریباً سات سال تک رہے۔ اور انکو میں تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ یہاں پر آپ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں بعارضہ نمونیا بیمار ہو گئے اور بحالی صحت کے بعد ایک سال کی رخصت لے کر قادیان آ گئے۔ ڈاکٹری تشخیص سے معلوم ہوا کہ بیماری Mayocardities میں تبدیل ہو چکی ہے۔ باوجود بہت بیمار ہونے کے آپ لوکل کمیٹی کے لئے وصولی چندہ کا کام سرانجام دیتے رہے۔ رخصت کے اختتام پر آپ کو داؤد خیل میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسی کے شروع میں میرے بڑے بھائی محمد افضل صاحب جو کہ اسلامیہ کالج لاہور میں بی۔ اے میں پڑھتے تھے بعارضہ تپدق بیمار رہ کر ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو وفات پا گئے۔ اس صدمہ جانکاہ نے والد صاحب کو بہت مضمحل کر دیا جس صبر و استقلال سے آپ نے اسے برداشت کیا وہ حیرت انگیز تھا مگر اس صدمہ سے آپ کی صحت پر بہت اثر پڑا۔ آپ اپنے حزن و ملال کا اظہار نہ فرماتے مگر اس واقعہ نے آپ کو اندر ہی اندر گھلا دیا۔ چند ماہ کے بعد یعنی اوائل ۱۹۳۲ء میں آپ پنشن لے کر قادیان آ گئے۔ یہاں آ کر آپ نے مقامی خدمات میں بہت حصہ لینا شروع کر دیا۔ اور جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء پر باوجود بیماری اور ضعف کے مہمانوں کی خدمت کے لئے جوانوں کی طرح کام کرتے رہے۔ جلسہ کے اختتام پر آپ وطن تشریف لے گئے۔ تاکہ زمین وغیرہ کا بندوبست کریں۔ لیکن عمر نے وفا نہ کی اور ۲۲ مارچ کو آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ کی عمر بھر یہی خواہش رہی کہ آپ قادیان میں رہیں (چنانچہ اپنا مکان یہیں بنا لیا تھا اور اہل و عیال عموماً یہیں رکھے جاتے تھے) اور قادیان کی سرزمین میں ہی دفن ہوں۔ آپ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے قبل والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ میرے مجبوری ہے کہ یہاں سے بہت دور ہے۔ تم شاید مجھے وہاں نہ پہنچا سکو۔ مجھے اپنے گھر کے اندر ہی دفن کر دینا۔ تاکہ مخالف میری قبر کو احمدی کی قبر سمجھ کر ٹھوکریں نہ مارا کریں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا میرا آپ سے یہ عہد ہے۔ کہ آپ کو وفات کے بعد اپنے محبوب کے دیار میں پہنچاؤنگی۔ آپ اس کا کوئی فکر نہ کریں۔ چنانچہ والدہ صاحبہ نے ایسا ہی کیا۔ نعش کو بذریعہ لاری قادیان لائیں۔ اگرچہ غیر احمدی رشتہ داروں نے سخت مخالفت کی مگر والدہ صاحبہ نے کچھ پرواہ نہ کی اور جو وعدہ کیا تھا۔ اس کو نہایت دلیری اور مردانہ جرأت سے باوجود بے بضاعتی و مالی تنگی کے کافی روپیہ خرچ کر کے پورا کیا۔

آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کو احمدیت کی تبلیغ کا جنون تھا۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یہی شغل تھا۔ سلسلہ احمدیہ کے کاموں میں خوشی سے حصہ لینے یہ بات آپ کی طبیعت میں داخل تھی کہ آپ احمدی جماعت کے ہر بچے کو اپنے بچے کی طرح

ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں شیعوں کو احمدیوں کے مقابلہ میں شکست

شیعہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا جلسہ ۲۰ تا ۲۲ مارچ کو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں زیر صدارت راجہ صاحب محمود آباد منعقد ہونا تھا۔ مگر راجہ صاحب موصوف تشریف نہ لا سکے اکثر شیعہ علما ڈیرہ میں تاریخ مقررہ پر پہنچ گئے۔ اور اپنا جلسہ شروع کر دیا۔ جس میں انہوں نے صحابہ کرام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف تقریریں کیں

ہماری طرف سے ایک خط شیعہ انجمن کے سکرٹری صاحب کو بدیں مضمون بھیجا گیا۔ کہ کیا آپ کے جلسہ میں کوئی سوال کر سکتا ہے۔ جواب ملا۔ ہمارے مولوی صاحبان کی تشفی پر اپنی تسلی کرا سکتے ہو۔ ۲۱ مارچ کو شیعہ مولوی فضل علی کا لیکچر ختم نبوت پر تھا۔ ہم حیران تھے کہ وہ کونسی آیاتِ قرآنی یا احادیث اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کریں گے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ مگر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب یہ مولوی بجائے آیات قرآنی و احادیث پیش کرنے کے اور باوجود جناب صدر کے منع کرنے کے حبث احمدیت۔ کے خلاف بدزبانی پر اتر آئے۔ مولوی عبدالاحد صاحب احمدی مولوی فاضل نے جناب صدر سے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا۔ کہ ہمیں اعتراضات کا جواب دینے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ پبلک پر دو نوں رخ ظاہر ہو جائیں۔ مولوی صاحب کے یہ الفاظ سن کر صدر صاحب ابھی اسی پس و پیش میں تھے۔ کہ کیا جواب دیں۔ کہ اتنے میں شیعہ مولوی صاحب کہنے لگے۔ کہ یہ ہمارا تبلیغی جلسہ ہے اس لئے اس جلسہ میں ہم آپ کو ہرگز بولنے نہیں دیں گے اگر کسی کو کوئی اعتراض کرنے کی خواہش ہو تو وہ ہمارے پاس ہمارے مکان پر آ سکتا ہے۔ یہ الفاظ سنتے ہی پبلک پر شیعہ علماء کی علمیت ظاہر ہو گئی۔

شیعوں کا جلسہ برخواست ہوتے ہی۔ احمدیوں نے تمام لوگوں کے سامنے جو جلسہ گاہ سے اٹھ آئے تھے شیعہ مولوی کے لچر اور بے بنیاد اعتراضات کے جواب دیئے اور کثرت سے ختم نبوت کے متعلق ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

پبلک کی خواہش اور اصرار پر ہماری جانب سے بھی اسی شب کو احاطہ محمد اعظم خاں میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا۔ جس میں لوگ بکثرت شریک ہوئے۔ مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل نے صحابہ کرام کی تعریف اور ان کے پاک ہونے کا ثبوت قرآن شریف و احادیث کے علاوہ شیعہ اصحاب کی مستند کتب سے بھی دیا۔ ختم نبوت پر عالمانہ تقریر کرتے ہوئے۔ شیعہ مولوی کے بے بنیاد اور لچر اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا۔ مولوی صاحب کی تقریر ساڑھے ۱۲ بجے تک جاری رہی اور بعد میں کثرت سے احمدیت کے متعلق ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

شیعہ اصحاب کو جب اس جلسہ کی خبر ہوئی اور لوگوں کو ان اعتراضات کا جو ہماری جانب سے شیعہ مذہب پر ان کی اپنی مستند کتب سے کئے گئے چرچا کرتے دیکھا۔ تو وہ بہت ہی نادم ہوئے۔ اور پھر بار بار احمدیوں کے مطالبہ مناظرہ نے انہیں اور بھی شرمندہ کر دیا۔

پبلک نے بھی خواہش ظاہر کی۔ کہ ضرور تبادلہ خیالات ہو۔ اس سے شیعہ کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور باوجود اس کے کہ ان کے تمام ہندوستان کے علما اور چوٹی کے علما موجود تھے۔ پھر بھی کوئی مرد میدان بننے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ ادھر پبلک نے بھی اپنے مطالبہ کے پورا کرنے پر اصرار کیا۔ آخر ایک نوجوان شیعہ طالبعلم کو کھڑا کر کے کہا کہ یہ احمدیوں کا وکیل ہے۔ اور اس کے مقابل میں ایک شیعہ عالم کو کھڑا کر دیا۔ اور کہا ان دونوں کے درمیان وفات مسیح پر مناظرہ ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر لوگ اور بھی حیرت میں پڑ گئے۔ کہ پبلک کی خواہش مناظرہ تمسخر کے کھیل سے کس طرح پورا کیا جا رہا ہے۔ جب اس طالبعلم نے باوجود کم علم و کم عمر اور شیعہ ہونے کے احمدیوں سے سنے ہوئے اعتراضات شیعہ سٹیج پر شیعہ عالم پر کرنے شروع کئے۔ تو شیعہ عالم سراسیمہ ہو گیا۔ کبھی پانی پینے کو مانگتا۔ کبھی شیعہ حضرات سے بار بار صلوٰت پڑھنے کا مطالبہ کرتا۔ پھر کبھی یہ کہتا۔ کہ لکھنؤ میں اکثر لوگوں کو الہام لگا رہتا ہے مگر ڈیرہ میں معلوم ہوا۔ کہ یہاں کے لوگ بھی الہام سے محروم نہیں کیونکہ وہ صلوٰت بار بار اور بآواز بلند نہیں پڑھتے۔ جب پبلک نے یہ حالت دیکھی کہ ادھر تو شیعہ احمدیوں سے مناظرہ کرنے سے بھاگ گئے۔ اور ادھر اپنے ایک شیعہ لڑکے کو جو احمدیوں کے سنے ہوئے دلائل دہرا رہا ہے۔ جواب نہیں دے سکتے۔ اور وقت ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو لوگوں نے سر میدان اس بات کا اقرار کیا کہ آج احمدیوں کو زبردست فتح ہوئی ہے۔ اور شیعہ کو اپنے ہاتھ سے وہ ذلت اٹھانی پڑی جس کا اندازہ بھی لگایا نہیں جا سکتا۔

اس کے بعد ہمارے جلسے ہوئے اور لوگوں نے نہایت دلچسپی سے لیکچر سنے۔ تین شیعہ اصحاب نے بیعت کی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ شیعہ کو احمدیوں کے مقابلہ میں ہزیمت اٹھانے کے علاوہ خدا تعالیٰ کا ایک قہری نشان بھی دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور وہ اس طرح کہ ان کی سٹیج پر ہی ان کے ایک بڑے لکھنوی عالم کو موت سے ہمکنار ہونا پڑا۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ وہی سٹیج جس پر احمدیت اور بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بدزبانی ہو رہی تھی ماتم کدہ بن گئی۔ اور جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ ہمیں شیعہ مولوی صاحب کی اچانک اور ناگہانی موت کا ازحد افسوس ہے۔

خاکسار غلام محمد احمدی فاروقی

جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کا اعتراف

اخبار نور افشاں میں جے پور کے ایک صاحب جن کا نام تاج دین ہے "برادران اسلام کی توجہ کے قابل" کے عنوان سے ایک اعلان شائع کرایا تھا۔ جس میں بائیبل کے رو سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کا مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد بذریعہ خط ہمیں اپنے اس اعلان کی طرف توجہ دلائی۔ اور لکھا۔ کہ یہاں عیسائیوں سے مباحثات ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہاں کے مسلمان پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ اس لئے ڈر ہے۔ کہ ان کے خیالات خراب نہ ہو جائیں۔ آپ کے پرچہ کی تعریف سنی جاتی ہے۔ آپ اگر جواب دیں۔ تو مسلمانوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

اس پر الفضل میں دو مضمون بعنوان "بائیبل سے رسول کریم کی صداقت کا ثبوت" شائع کئے گئے۔ اور یہ پرچے ان صاحب کو بھیجے گئے۔ ان مضامین کو پڑھنے کے بعد انہوں نے ذیل کا خط ارسال کیا ہے

مؤدبانہ گذارش ہے۔ کہ الفضل نے جو عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب لاجواب دئے ہیں۔ واقعی ایسے زبردست ہیں۔ کہ عیسائیوں کے دل انہیں محسوس کر گئے ہیں ابھی تک ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اور نہ آئندہ امید ہے۔ جماعت احمدیہ کی دینی خدمات دیکھتے ہوئے دل ازحد مسرور ہوا۔ اور میں تعریف میں گرتے گرتے بچا

اب عیسائی صرف یہ کہتے ہیں کہ الفضل نے نور افشاں میں جواب کیوں شائع نہیں کرایا۔ میرے خیال میں یہ لغو بات ہے۔ خواہ کسی اخبار میں مضمون شائع ہو اگر وہ جواب دے سکتے تو وہ نور افشاں میں دے سکتے ہیں۔ خاکسار محمد تاج دین

مسلمانانِ پونچھ کے مصائب

دردمند مسلمانوں سے اپیل

مظلوم مسلمانانِ پونچھ پہلے سے ہی کئی قسم کی مصیبتوں میں مبتلا تھے۔ لیکن عرصہ تین ماہ سے جبکہ ینگ مسلم ایسوسی ایشن نے اپنی ۹۶ فیصدی آبادی کے لحاظ سے حقوق طلب کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ تو ہمارے ہمسایہ ہندو بھائیوں پر ناگوار گزرا۔ اور انہوں نے یہ کوشش شروع کر دی۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ اس جدوجہد کو دبا دیا جائے۔ چنانچہ ابھی ینگ مسلم ایسوسی ایشن نے صرف گشتی مراسلات اور خادم نمائندگی ریاست کے ہر گاؤں میں علاقہ وار ارسال کئے ہی تھے اور درخواستیں علاقہ وار آنی شروع ہوئی تھیں کہ ہندو بھائیوں نے اس میں رکاوٹ پیدا کرنے کا انتظام شروع کر دیا۔ جو کھتری باہر علاقہ میں دوکانیں وغیرہ کرتے تھے۔ ان کو یہ تلقین دی۔ کہ مسلمان تم کو لوٹنا چاہتے ہیں۔ تم فوراً معہ اپنے مال واسباب واہل وعیال شہر پونچھ آ کر پناہ گزین ہو جاؤ۔ اور جب آؤ تو اپنے مکانات کو آگ لگا دو۔ تاکہ یہ الزام مسلمانانِ علاقہ پر لگایا جائے۔ آخر کار ایسا ہی انہوں نے کیا اور ادھر ہندوؤں نے حکومت کو ہزارہا درخواستیں اس قسم کی جھوٹی اور بے بنیاد دیں۔ کہ ہمارا اس قدر نقصان مسلمانوں نے کیا ہے۔ اور اخبارات میں بھی جھوٹے مضامین شائع کرائے۔ تاکہ دنیا کی نظروں میں مسلمانوں کو حقیر سمجھا جائے۔ اس کے بعد علاقہ میں حکومت نے ہندو متعصب افسروں کو تفتیش کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ وہ جب علاقہ جات میں گئے۔ تو دھڑادھڑ جرمانے اور سزائیں دینی شروع کر دیں۔ اور اسی طرح علاقہ سودن وغیرہ کو بھی ملا کر قریب چار لاکھ کے جرمانہ کیا گیا۔ اور قریباً تیس آدمی حوالات بھیجے گئے۔ اگر کچھ سزائیں اور جرمانے کئے گئے۔ اور ان کی تمام جائداد ومال مویشی کو تباہ وبرباد کرایا گیا۔ مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ مسلمانوں کے مکانوں میں جھٹکا کیا گیا۔ ان کے کھیتوں کے کھیت اجاڑ دیئے گئے۔ اور مسلمان اپنے گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں پناہ گزین ہو گئے۔

پھر ان کی بربادی کے لئے تعزیری پولیس کی چار چوکیاں اور ایک تھانہ مقرر کیا گیا ہے۔ جنکی تنخواہ اور خرچ انہی مظلوم مسلمانوں سے لیا جائیگا۔ ہندو اصحاب نے محض ہندوستان کے ہندوؤں کو بھڑکانے کے لئے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے طرح طرح اخبارات میں بالکل جھوٹی اور بے بنیاد خبریں شائع کرائیں۔ لیکن باوجود نامہ نگاروں کے کاغذات پکڑے جانے اور ضمانتیں بھی طلب ہونے کے حکومت نے کسی کو بھی کچھ نہیں کہا۔ اور نہ کسی سے کوئی ایکشن لیا۔ اور اب سب ہندوؤں نے سنگھٹن کر کے ہندو مہا سبھا کو تیار کیا ہوا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ضرور کچلا جائے۔ اور ان کو حصول مطالبات میں کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔

اب ذرا مسلمانانِ پونچھ کے حالات سنئے۔ جب نوجوان مسلمانوں نے قومی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ تو قومی غدار سرکردہ لیڈروں نے حکومت کے سامنے اپنی مطلب براری کے لئے انہیں بدنام کرنا شروع کیا۔ وہ ان مسلمان غداروں کو پہلے ہی جانتے تھے۔ کہ کبھی قوم کی صحیح رہنمائی نہیں کریں گے۔ اس لئے نوجوانانِ شہر نے قومی خدمت کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ لیکن وہ غریب اور نادار ہیں۔ کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں۔ اور نہ ہی کوئی نیک مشورہ دینے والا ہے۔ ملازم مسلمانوں کو اپنی ملازمتوں کے ہاتھ سے جانے کا ڈر ہے۔ نوجوان مسلمانانِ پونچھ خاکسار انجمن اسلامیہ پونچھ اور ہمدردانِ قوم سے التجا کرتے ہیں۔ کہ قوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کے ناخدا بن کر اس کے پار لگانے میں امداد کریں۔ (نامہ نگار)

مظلومین علاقہ میرپور کی حالتِ زار

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے قابلِ قدر امداد

مظلومین کس طرح اپنے گھروں کو واپس جا سکتے ہیں

جہلم ۳۱ مارچ۔ خان بہادر شیخ رحیم بخش ممبر آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور سید مبارک علی شاہ صاحب۔ ایم۔ ایل۔ سی مظلومین علاقہ کھڑی کے حالات دریافت کرنے کے لئے جہلم تشریف لائے۔ دو دن تک ان کے بیانات قلمبند کرتے رہے۔ اور ہر طرح سے تسلی دی۔ تکمیل بیانات کے بعد مسٹر سالسبری مسٹر جارڈین اور مسٹر لاتھم کے سامنے مندرجہ ذیل آٹھ نکات رکھ کر کہا۔ اگر حکومت ان باتوں پر عمل پیرا ہو جائے۔ تو یہ لوگ واپس جا سکتے ہیں۔ (۱) عورتوں کی بے حرمتی نہ کی جائے۔ (۲) عورتوں کی تلاشی زنانہ پولیس کے ذریعہ لی جائے (۳) اکثر مقدمات ہندوؤں نے باہمی سازش کے بعد دائر کئے ہیں اس لئے کسی ایسے مقدمہ کی سماعت نہ کی جائے۔ جنکی رپورٹ وقوعہ سے ایک ہفتہ بعد کی گئی ہو۔ (۴) کوئی مال مسروقہ نہ سمجھا جائے جب تک کہ ابتدائی رپورٹ کی فہرست میں درج نہ ہو۔ (۵) اگر لوگ اپنی تکالیف کا اظہار کریں۔ یا انگریزی انتظام کے خواہشمند ہوں۔ تو اس بات کو جرم نہ قرار دیا جائیگا (۶) جن آفیسرز کے تشدد کیوجہ سے یہ لوگ خانماں برباد ہو رہے ہیں۔ انکی کارروائی کی تحقیقات کرکے مجرموں کو سزا دی جائے۔ (۷) جو مجسٹریٹ ان مقدمات کی سماعت کے لئے مقرر کئے جائیں۔ وہ برٹش علاقہ کے معتمد علیہم ہوں (۸) ریاست کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کی بے اطمینانی کا ازالہ کرکے رعایا کے دلوں میں تسلی اور طمانیت پیدا کرے۔ مسٹر سالسبری نے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں ذمہ دار افسروں کے سامنے آپکے نکات پیش کروں گا۔ ہر دو اصحاب نے ریلیف کمیٹی کے کام کا معائنہ فرمایا جو تسلی بخش ثابت ہوا۔ خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب ممبر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ریلیف کمیٹی جہلم کو مبلغ پانصد روپیہ کا گرانقدر عطیہ دیا۔ فجزاء اللہ احسن الجزاء

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے امداد

جہلم ۲ اپریل۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مظلومین علاقہ میرپور کی دیکھ بھال کے لئے یہاں تشریف لائے۔ آپ نے ان کی قیام گاہوں کا معائنہ فرمایا۔ اور تمام مظلومین کو تسلی دی۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی آپ لوگوں کی ہر قسم کی جائز امداد کرنے کے لئے تیار ہے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی تب تک آپ لوگوں کا ساتھ دیگی جب تک کہ حکومت ان مظالم اور بے آئینیوں کا انسداد نہ کرے جو مسلمانانِ کشمیر پر روا رکھی گئی ہیں۔ آپ نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے ریلیف فنڈ میں ڈیڑھ صد روپیہ عنایت فرمایا۔ اور آئندہ امداد کا وعدہ بھی فرمایا۔ آپ اسی سلسلہ میں حکام بالا کے ساتھ ملاقات کرنے والے ہیں۔

چودھری رام چند صاحب ڈی۔ آئی۔ جی اپنی مسلم کش پالیسی کی وجہ سے جموں سے میرپور تبدیل ہوئے۔ لیکن آپ بدستور اپنی پالیسی کو چلا رہے ہیں۔ آپ کی بے وجہ گرفتاریوں اور ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر علاقہ کھڑی کے مسلمان خانماں برباد ہو رہے ہیں۔ اور وہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جب تک چودھری رام چند ڈی۔ آئی۔ جی جیسے متعصب حکام اس علاقہ میں موجود ہیں۔ ہم علاقہ میرپور میں نہیں رہ سکتے۔ غرضیکہ چودھری صاحب نے جو مظالم مسلمانوں پر روا رکھے ہیں۔ ان کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے۔ کہ لوگ گھر بار۔ مال مویشی اور اپنی پکی ہوئی فصلوں کو چھوڑ کر جلاوطن ہونے پر مجبور ہوئے۔ اس صورت حالات میں ایسے افسر کو بحال رکھنا خطرناک غلطی ہے افسرانِ بالا کو چاہیئے۔ کہ فوراً اس طرف توجہ کرکے چودھری صاحب مذکور کو تبدیل کریں۔ اور اپنی دور اندیشی وانصاف پسندی کا ثبوت دیں۔ ورنہ حالات زیادہ پیچیدہ ہو جائیں گے۔ (نامہ نگار از جہلم)

مظلومین کی امداد کیلئے روپیہ کی ضرورت

آل انڈیا کشمیر کمیٹی مظلومین کی امداد کرنے میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہے۔ ہر دردمند مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اپنے مظلوم اور ستم رسیدہ بھائیوں کی امداد کے لئے [illegible]

اعلان

مندرجہ ذیل اصحاب نے قادیان کی نئی آبادی میں زمین خریدی ہوئی ہے اور سرکاری کاغذات میں ان کے نام پر انتقال بھی درج ہو چکا ہے مگر بوجہ نامکمل پتہ کے یہ انتقال منظوری سے رکا ہوا ہے مہربانی فرما کر یہ اصحاب اپنے مفصل پتہ سے مطلع فرما دیں۔ نام کے ساتھ ولدیت قومیت اور سکونت مع ضلع کی ضرورت ہے۔

(۱) مستری حسن دین صاحب بوبک ضلع سیالکوٹ خریدار اراضی قطعہ ۲۸ بلاک ۳ محلہ دارالرحمت

(۲) مستری محمد دین صاحب معمار خریدار اراضی قطعہ ۲۳ بلاک ۳ محلہ دارالرحمت نزد مکان محمد اسحاق بٹالوی

(۳) مولوی عزیز دین صاحب کوٹ رادھا کشن خریدار مکان واقعہ قطعہ ۱۵ محلہ دارالعلوم جواب بہت جلد آنا چاہیئے

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب فرنچائز کمیٹی نے مرکزی کمیٹی کو جو یادداشت پیش کی ہے اس میں سفارش کی گئی ہے کہ کم از کم پانچ روپیہ تک مالیہ ادا کرنیوالوں اور کم سے کم چھ ایکڑ اراضی کاشت کرنے والوں کو حق رائے دہی دیدیا جائے۔ جو زمیندار دس روپیہ مالیہ ادا کرتے ہیں۔ ان کی بیویوں اور بیواؤں کو بھی یہ حق دیا جائے۔ کمیٹی نے یہ اصول تسلیم کر لیا ہے کہ ہر قوم کے ووٹروں کا تناسب آبادی کے تناسب کے مطابق ہونا چاہیئے۔ لیکن بعض ممبر مصر ہیں۔ کہ جائداد کو ہی فرنچائز کا معیار بنا لیا جائے۔ اچھوتوں کے متعلق کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ چاہیں تو ہندوؤں کے ساتھ رہیں۔ اور چاہیں تو الگ ہو جائیں۔

پنجاب کے مختلف اضلاع کے اچھوتوں نے حال میں لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے متفقہ طور پر قرار دیا ہے۔ کہ وہ غیر مشروط طور پر جداگانہ نیابت چاہتے ہیں۔ ہندوؤں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ ڈاکٹر مونجے نے مسٹر راجا سے جو معاہدہ کیا ہے۔ وہ انہیں ہرگز منظور نہیں۔ کیونکہ ان کے حقیقی نمائندہ ڈاکٹر امبیدکر ہیں۔ نہ کہ مسٹر راجا۔

۲ اپریل کو فرنچائز کمیٹی کے ارکان دیہاتی دورہ کے لئے ایک گاؤں میو آگئے۔ جو لاہور سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے تاکہ دیہاتی علاقوں کے حالات بچشم خود مشاہدہ کر سکیں۔ گاؤں مذکور میں جا کر ارکان نے دو مسائل پر دیہاتیوں سے گفتگو کی۔ اول حق رائے دہی کے لئے جائداد کا معیار اور دوسرے یہ کہ کونسی اقوام اچھوت اور پسماندہ سمجھی جا سکتی ہیں۔ کمیٹی کی لیڈی ممبر نے دیہاتی عورتوں سے انتخابی مسائل کے متعلق گفتگو کی۔ کمیٹی ارکان دیہاتیوں کے جوابات کی برجستگی اور معاملہ فہمی سے بیحد متاثر ہوئے۔

۲ اپریل کو اسمبلی کے اجلاس میں تعلقات ممالک خارجہ کے مسودہ قانون پر بحث ختم ہو گئی۔ اور یہ مسودہ اسٹھ کے مقابلہ میں اڑتالیس آراء کی کثرت سے منظور ہو گیا۔

۲ اپریل کو ایوان والیان ریاست کا اجلاس دہلی میں ختم ہو گیا۔ ایوان نے اپنے چانسلر نواب صاحب بھوپال کی خدمات کے اعتراف کی قرارداد منظور کی اور نئے چانسلر جام صاحب نواں نگر کو مبارکباد دی۔ وائسرائے نے اپنے تقریر میں والیان ریاست کو کوئی یارٹی دی۔ والیان ریاست کی سٹینڈنگ کمیٹی کے لئے نواب صاحب بھوپال۔ مہاراجگان پٹیالہ۔ الور۔ دھولپور۔ بیکانیر۔ جھالاواڑ۔ راجہ صاحب پنا اور راولئے ڈونگر پور رکن منتخب ہوئے۔

جینوا سے یکم اپریل کی خبر ہے کہ شنگھائی میں چین و جاپان کے درمیان مصالحت کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی۔ وہ منقطع ہو گئی ہے۔ اور چین نے جمعیتہ اقوام کو اطلاع دی ہے کہ جاپانی چونکہ واپس ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اس لئے صلح کا کوئی امکان نہیں۔ لیکن بعد کی اطلاعات سے پھر کچھ امید بندھتی نظر آتی ہے۔

دہلی سے ۳ مارچ کی خبر مظہر ہے کہ اسمبلی کے ہندو ممبروں کی جو کانفرنس وہاں منعقد ہوئی۔ اس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ لالہ رام سرن داس۔ ڈاکٹر مونجے۔ مسٹر رنگا آئر۔ سردار سنت سنگھ اور سمپورن سنگھ پر مشتمل ایک وفد جموں بھیجا جائے۔ جو وزیر اعظم سے ملاقات کر کے ریاست کے ہندوؤں اور سکھوں کی شکایات پیش کرے اور شورش کے ذمہ دار لیڈروں کی فوری سزایابی پر زور دے۔

اسی کانفرنس میں ایک ریزولیوشن یہ پاس کیا گیا ہے کہ حکومت گاندھی جی اور دیگر کانگریسیوں کو فوراً رہا کر دے تا وہ اصلاحات کی ترویج کے سلسلہ میں کام کر سکیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مطلب کا ایک ریزولیوشن بھی بہت جلد اسمبلی میں پیش کیا جانے والا ہے۔

بھرت پور سے ۳ اپریل کی خبر ہے کہ پولیس نے ایک قریبی گاؤں پر چھاپہ مار کر کچھ کارتوس اور ایک بم برآمد کیا۔ اسی سلسلہ میں دو ہندو گرفتار ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک کی عمر ستر سال اور دوسرے کی پچاس سال ہے۔

سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام ۳ اپریل کو لاہور میں ایک جلسہ ہوا۔ طلباء نے حکومت کے سامنے گیارہ مطالبات پیش کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہندوستانی زبان کو بھی انگریزی کی طرح لازمی قرار دیا جائے۔ صنعت و حرفت کو ترقی دینے اور بیکاری کے انسداد کے ذرائع پر غور کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے۔

آئرلینڈ کی طرف سے مسٹر ڈی ویلرا کے مطالبات نے حالات کو بہت پیچیدہ کر دیا ہے۔ لنڈن سے ۳ اپریل کو رائٹر نے اطلاع دی ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان گول میز کانفرنس کی تجویز زیر غور ہے۔ تا متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کیا جائے۔

مارچ کے آخری ایام میں سکھوں کا گیا رھواں جتھہ جو ۲۵ افراد پر مشتمل تھا۔ ڈسکہ کے لئے روانہ ہوا تھا۔ ۲ اپریل کی خبر ہے کہ اسے ضلع گجرات کے علاقہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اسی جھگڑے میں ماخوذ ۸۵ اکالی اسی تاریخ کو ملتان جیل سے رہا کئے گئے ہیں۔

۲ اپریل کو وائسرائے والیان ریاست سے ملاقات کر رہے تھے۔ کہ گھاس کے قطعہ پر جو شامیانہ نصب تھا۔ اس میں آگ لگ گئی۔ جو فوراً بجھا دی گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ بے احتیاطی سے جلتا ہوا سگریٹ پھینک دینے کا نتیجہ تھا۔

مختلف جہاز راں کمپنیوں کی ایک کانفرنس حال میں برسلز میں منعقد ہوئی ہے۔ جس نے فیصلہ کیا ہے کہ مسافروں کے کرایہ میں بیس فیصدی تخفیف کر دی جائے۔

کلکتہ سے ۴ اپریل کی اطلاع ہے کہ مادھو پور ریلوے سٹیشن پر ایک پولیس سب انسپکٹر نے ایک بنگالی سے دریافت کیا۔ کہ اس کے پاس جو ریوالور ہے کیا اس کا لائسنس اس کے پاس موجود ہے۔ بجائے جواب دینے کے بنگالی نے اس پر فائر کر کے وہیں ہلاک کر ڈالا۔ اور بعد ازاں خودکشی کر لی۔ اس ہنگامہ میں ایک مسافر بھی مجروح ہوا۔

کانپور سے ۴ اپریل کی خبر ہے کہ بعض ہندو دوکانداروں نے گاندھی ڈے کے سلسلہ میں ہڑتال کی تھی۔ جنہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مکانات اور کلاتھ مارکیٹ گورنمنٹ کے حوالہ کر دیں تا وہاں پولیس رکھی جا سکے۔

پشاور سے ۴ اپریل کی خبر ہے۔ کہ ایک ہندوستانی مریض کی جان بچانے کے لئے میجر کولڈسٹریم سول سرجن نے اپنے بدن سے چالیس آؤنس خون لے کر اس کے جسم میں داخل کر دیا۔ کیونکہ سوائے اس کے مریض کی جان بچائی نہ جا سکتی تھی۔

پٹنہ سے ۳ اپریل کی خبر ہے۔ کہ پھلواری کیمپ جیل میں دو سیاسی قیدیوں نے حکام جیل کو ناقص غذا دئے جانے کی وجہ سے گالیاں دیں۔ ان کے خلاف ضابطہ کی کارروائی کی گئی تو دو سو سیاسی قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ جیل کے گیٹ پر دھاوا کر دیا۔ ایک وارڈر اور کمپاؤنڈر کو بری طرح زخمی کر ڈالا۔

اس سے قبل عدن اور اس کا نواحی برطانی علاقہ بمبئی پریزیڈنسی کے ماتحت تھا۔ لیکن ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۲ اپریل سے اس کو چیف کمشنری صوبہ بنا کر براہ راست گورنر جنرل باجلاس کونسل سے متعلق کر دیا گیا۔ لفٹیننٹ کرنل بی۔ آر۔ ریلے ریزیڈنٹ اور کمانڈر انچیف عدن اس کے پہلے چیف کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔

فرنچائز کمیٹی میں شہادت دینے کے لئے ۲ اپریل کو عورتوں کا ایک وفد پیش ہوا۔ جس میں لیڈی سر عبد القادر نے کہا۔ کہ پردہ عورتوں کے حق رائے دہندگی میں روک نہیں ہو سکتا۔ اس کا ازالہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ عورتوں کے لئے جدا پولنگ سٹیشن مقرر کئے

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔